درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء ان المجالس بالأ مانة
مجلس میں واقع ہونے والے افعال واقوال کے امانت ہونے کا بیان

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالله بن المبارک عن ابن أبي ذئب قال أخبرني عبدالرحمان بن عطاء عن عبدالملک بن جابر بن عتيک عن جابر بن عبدالله عن النبي ﷺ قال: اذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي أمانة". هذا حديث حسن و انما نعرفه من حديث ابن أبي ذئب:

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی آدمی بات کرتا ہے اور پھر ادھر ادھر دیکھے، تو یہ امانت ہے...... یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اسے ابن ابی ذئب ہی کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔

توضیح وتشریح:

یہ بھی اجتماعی آداب کا حصہ ہے کہ مجلس میں جو کچھ پیش آئے وہ امانت ہے، جیسا کہ سونا چاندی کوئی شخص آپ کے پاس رکھ دے تو وہ امانت ہے اس میں دخل اندازی کرنا اور خیانت کرنا حرام ہے، اسی طرح مجلس کی باتیں اور اس میں پیش ہونے والے حالات اور واقعات سب امانت ہیں۔ پس مجلس کی باتیں اور مجلس کے حالات دوسری جگہ بیان کرنا۔ اور مجلس کا راز فاش کرنا خیانت ہے۔ اور حرام ہے جبکہ کسی بھی شریک مجلس کو اس سے ناگواری ہوتی ہو، خصوصاً جبکہ کوئی صاحبِ مجلس صراحۃً کہہ دے کہ یہ بات راز کی ہے، اسے فاش نہ کرنا۔ یا وہ اشارۃً تم کو سمجھا دے کہ اس بات کو میں کسی اور پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ یا قرائن سے معلوم ہوتا ہو کہ صاحبِ مجلس اس بات کو راز میں رکھنا چاہتا ہے تو اس بات کا دوسروں سے بیان کرنا خیانت ہے، اور اس کو راز میں رکھنا واجب ہے۔

المجالس بالامانة: یہ عبارت برتقدیر حذف مضاف اس طرح ہے۔ حسن المجالس وشرفها

بامانة حاضریها علی مایقع فیها من قول و فعل: (تحفۃ الاحوذی) یعنی مجالس کی شرافت اوران کا حسن اسی میں ہے کہ ان میں واقع ہونے والے قول اور فعل سے متعلق حاضرین مجلس امانت سے کام لیں۔

تو اس کا معنی یہ ہوا کہ صاحبِ مجلس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مجلس میں جو کچھ سن لے یا جو کچھ دیکھ لے اس میں وہ امانت دار بنے۔

کسی جگہ شمائل ترمذی میں ایک حدیث گزری تھی اس میں حضور اقدسؐ کے آداب مجلس اور مجلس کی امانتوں کی مکمل تفصیل ہم نے بیان کی تھی۔ جو کہ دس بارہ صفحات ''الحق'' میں شائع بھی کئے گئے تھے۔ مجلس میں ایک دوسرے کی حرمتوں میں دخل اندازی کرنا اور توہین آمیز الفاظ کہنا' ایک دوسرے کی غیبت کرنا' ایک دوسرے پر آوازیں بلند کرنا' ایک دوسرے کے کلام کو قطع کرنا' اور مجلس کی باتیں باہر پھیلانا' یہ تمام چیزیں آداب مجلس کے خلاف ہیں اور ناجائز ہیں۔

اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فهی أمانة:

یعنی جب کوئی آدمی بات کررہا ہو اور پھر وہ (دائیں بائیں) دیکھ لے تو یہ بات امانت ہے۔ ادھر ادھر دیکھنے سے بات کرنے والے کا مقصد مخاطب کو یہ سمجھانا ہے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ کوئی اور آدمی میری بات نہ سن لے' میں خاص تجھ (مخاطب) کو ہی یہ راز کی بات بتانا چاہتا ہوں' پس عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اس نے مخاطب کو گویا یہ کہہ دیا کہ یہ میری بات مجھ سے سن لو اور پھر اسے بھید میں رکھو! یہ تیرے ساتھ امانت ہے' اس وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات امانت ہے' یعنی اب اس کی افشاء حرام ہے۔

باب ما جاء فی السخاء

سخاء کا بیان

حدثنا ابو الخطاب بن زیاد بن یحیی الحسانی البصری ثنا حاتم بن وردان' ثنا ایوب عن ابن أبی ملیکة عن اسماء بنت ابی بکر قالت: قلت یا رسول الله إنه لیس لی شی إلا ما أدخل علی الزبیر أفأعطی؟ قال نعم' لاتوکی فیوکی علیک' یقول لا تحصی فیحصی علیک..... وفی الباب عن عائشة وابی هریرة . هذا حدیث حسن صحیح وروی بعضهم هذا الحدیث بهذا لاسناد عن ابن ابی ملیکة عن عباد بن عبدالله بن الزبیر عن اسماء بنت أبی بکر .. وروی غیر واحد هذا عن ایوب و لم یذکروا فیه عن عباد بن عبدالله بن الزبیر

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ میرے ساتھ تو کوئی چیز اپنی (مال و دولت) نہیں، مگر وہ ہے جو کہ (میرا شوہر) حضرت زبیرؓ لاکر مجھے دے دے، تو کیا میں اس سے کسی کو دے دوں؟ (یعنی صدقہ کروں؟) تو رسول اللہ نے فرمایا ''ہاں'' (تھیلی کے منہ کو) بندھن نہ باندھ (یعنی دینے کی جگہ میں دیا کرو اور بخل مت کرو) ورنہ تجھ پر بھی (تھیلی کا منہ) باندھ دیا جاوے گا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے تجھے ملنا بند ہو جائے گا اور) فرماتے تھے' گنا مت کر (حساب نہ لگاؤ) ورنہ تجھ پر بھی گنتی لگادی جائے گی (اور پھر تجھے بھی حساب سے ملے گا زیادہ نہیں)

اس باب میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرۃ سے بھی روایت ہوئی ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بعض راویوں نے اس حدیث کو اسی اسناد کے ساتھ 'یعنی' عن ابن ابی ملیکة' عن عباد بن عبدالله بن الزبير عن اسماء بنت ابی بکر ...... کے ساتھ روایت کیا ہے اور بہت سے راویوں نے اس روایت کو ایوب سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس میں عن عباد الله بن عبدالله بن الزبير ذکر نہیں کیا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ:

اس حدیث کی راوی حضرت اسماءؓ ہے جو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ہے' اور حضرت زبیر بن العوامؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی بیوی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بہن اور حضرت مصعب بن زبیرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کی ماں ہیں۔ ان کی بہت سی قربانیاں اور ایمان افروز واقعات تاریخ اسلام میں مشہور ہیں۔

سخاء: بخل کی ضد ہے' یعنی اللہ رضا کے لئے امور خیر میں مال لگانے کا نام سخاء ہے۔ اور امور خیر میں اور موافق شرع مناسب مقامات پر مال لگانے سے رک جانے کا نام بخل ہے۔ جیسا کہ اسی باب کی دوسری حدیث میں سخی اور بخیل ایک دوسرے کے مقابل ذکر کئے گئے ہیں۔

انه ليس لي شئي الاما ادخل علي الزبير افاعطي

یعنی حضرت اسماءؓ نے کہا کہ میرے ساتھ تو اور کچھ مال نہیں ہوتا۔ بلکہ وہی کچھ ہوتا ہے جو کہ مجھے میرا شوہر حضرت زبیر بن العوامؓ لا کر دے دے۔ تو کیا میں اس سے بھی صدقہ کروں؟

اس سے بظاہر یہ پوچھنا مقصود ہے کہ شوہر کے مال سے خرچ کرنا کیسا ہے' لیکن ہوسکتا ہے کہ حضرت اسماءؓ کو یہ بھی خیال گزرا ہو کہ ہمارے نفقہ کے لئے شوہر نے جو تھوڑا کچھ دیا ہے اس سے اگر صدقہ کروں تو پھر خود ہمارے محتاج رہنے کا اندیشہ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعم لاتوكي فيوكي عليك' يقول لاتحصي فيحصي عليك: یعنی

ہاں، صدقہ کرو اور تھیلی اور ھمیانی کے منہ کو نہ باندھو یعنی بخل نہ کر ورنہ تجھ پر بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا منہ باندھ دیا جاوے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تجھ پر رزق کے دروازے بند کردے گا۔

وکاء: بندھن کو کہا جاتا ہے جس سے مشک یا تھیلی وغیرہ کا منہ باندھ دیا جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے "العینان وکاء السہ" لاتوکی اس سے ماخوذ ہے۔

یقول لاتحصی فیحصی علیک: اور گنا مت کرو (حساب نہ لگاؤ) ورنہ تیرے ساتھ بھی گنتی ہوگی اور حساب لگالیا جائے گا۔ اس کا مطلب بھی یا تو یہ ہے کہ حساب لگا کر بخل مت کرو کیونکہ عموماً روپے کا حساب کتاب لگانا اور گن گن کر محفوظ کرنا ہی بخل کی علامت ہوتی ہے۔ اور گننے سے منع کرنے کا مقصد بھی دراصل اس بات سے منع کرنا ہے کہ ختم ہونے کے خوف سے صدقہ وخیرات سے باز نہ آؤ کہ مثلاً ہزار روپے ہیں اگر سو روپے صدقہ کرلوں تو ۹ سو روپے رہ جائیں گے۔ اس طرح اگر دوسری بار صدقہ کروں تو اور بھی کم ہوگا اور بالآخر ختم ہوجائے گا۔ اس طرح ہر وقت حساب کی فکر بخل کا دوسرا نام ہے، اس طرح کرنے سے برکت ختم ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی آپ پر تنگی آئے گی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے دینے والا ہے، اسی طرح تم بھی مال لگانے کے مواقع میں حسب ضرورت لگایا کرو اور انفاق فی سبیل اللہ سے منع نہ ہوجاؤ...... یا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کی طرف سے احصاء جو کہ ناجائز ہے، یہ ہے کہ کوڑی کوڑی گن گن کر جمع کرلے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے احصاء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا قیامت کا دن حساب لے گا۔

حدثنا الحسن بن عرفة، ثنا سعيد بن محمد الوارق عن يحيىٰ بن سعيد عن الاعرج عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: والسخي قريب من الله قريب من الجنة قريب من الناس بعيد من النار. والبخيل بعيد من الله بعيد من الجنة بعيد من الناس قريب من النار. والجاهل السخي أحب إلى الله من عابد بخيل .... هذا حديث غريب لانعرفه من حديث يحيىٰ بن سعيد عن الاعرج عن أبي هريرة إلا من حديث سعيد بن محمد وقد خولف سعيد بن محمد في رواية هذا الحديث عن يحيىٰ بن سعيد، انما يروى عن يحيىٰ بن سعيد عن عائشة شئى مرسل.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سخی قریب ہے اللہ تعالیٰ کو قریب ہے جنت کو، قریب ہے لوگوں کو، دور ہے جہنم سے، اور بخیل آدمی دور ہے اللہ تعالیٰ سے، دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے، قریب ہے جہنم کو اور جاہل (بے علم، سخی آدمی، اللہ تعالیٰ کو عبادتگزار (عالم) بخیل آدمی سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ ایک ایسی غریب حدیث ہے کہ ہم اسے یحییٰ بن سعید عن الاعرج عن ابی ہریرۃ کی حدیث سے' سعید بن محمد کی حدیث کے بغیر نہیں پہچانتے' اور سعید بن محمد کے ساتھ اس حدیث کی روایت میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور یقیناً یحییٰ عن سعید عن عائشہ کی سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے مرسلاً کچھ روایت کی گئی ہے۔

اس روایت میں سخاوت کی مدح کا بیان ہوا ہے کہ سخاوت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قرب حاصل ہوتا ہے' جنت سے بھی اور لوگوں سے بھی قرب حاصل ہوتا ہے۔

السخی قریب من اللہ الخ: سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال لگاتا ہے' صدقے اور خیرات کرتا ہے۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یہ قریب ہے۔ نیز سخی آدمی کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ مضبوط ہوتا ہے کہ میں خرچ کروں گا اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور جس آدمی کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کو قریب اور محبوب ہوگا۔ اور جبکہ اللہ تعالیٰ کو قریب ہے تو جنت سے خود بخود قریب ہوگا۔ اور اسی طرح اللہ کی راہ میں مال لگانے والا چونکہ لوگوں کو طعام کھلاتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے' غریبوں اور مسکینوں' بے کسوں کی مدد کرتا ہے' تو لازم ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے بھی قریب اور محبوب ہوگا۔ یہ ایک طبعی امر ہے کہ سخی آدمی لوگوں کو محبوب ہوتا ہے' اگرچہ بعض لوگوں کو اس کی سخاوت سے کچھ بھی حصہ نہ ملے۔

جو آدمی اللہ تعالیٰ کو محبوب بن جائے وہ لوگوں کو بھی محبوب بن جاتا ہے:

نیز ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ شخص چونکہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے' اس لئے لوگوں کو بھی وہ محبوب ہوگا کیونکہ ایک حدیث میں یہ مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اوپر کے آسمان والے فرشتوں کو یہ اعلان سنا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بن فلاں سے محبت کرتا ہے میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ اسی طرح یہ اعلان تمام آسمانوں سے گزر کر زمین تک پہنچتا ہے تو ساری مخلوقات اس آدمی سے محبت کرنے لگتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن وداً (مریم:۹۶) یعنی بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے' عنقریب ان کے لئے رحمان ذات محبت ہی پیدا فرماوے گا۔

پس یہ آدمی چونکہ اللہ تعالیٰ کو قریب اور محبوب ہوتا ہے لہذا مخلوق خدا کو محبوب ہے۔ اور بالکل اسی طرح جو آدمی اللہ تعالیٰ کو مبغوض لگے وہ تمام فرشتوں اور انسانوں کو بھی مبغوض اور برا لگتا ہے' ساری مخلوقات اس سے نفرت کرنے لگتی ہے' اس وجہ سے بخیل آدمی جبکہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے تو اس کی مخلوق سے بھی وہ دور ہی ہوتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)